إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ ... عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ الفضل

قادیان دارالامان

THE ALFAZL QADIAN.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ پیشگی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۷ | مورخہ ۶ صفر ۱۳۵۸ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۳۹ء | نمبر ۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدام الاحمدیہ کے پروگرام کا آخری حصہ

ورزش کے شعبہ کو مفید بلکہ مفید تر بنایا جائے

ہر چھوٹے بڑے احمدی کو لکھنا پڑھنا سکھایا جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۳۹ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں اپنے گزشتہ خطبات کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ کے قریب کے پروگرام کے متعلق دو اور ضروری امور بیان کرتا ہوں۔ سات امر میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

آٹھواں امر

یہ ہے۔ کہ انسانی صحت دماغ پر خاص اثر کرتی ہے۔ ہزاروں کام دنیا کے ایسے ہیں۔ جو صحت جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ گو وہ دین کا حصہ نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ خالص دماغی کام انسان چارپائی پر لیٹے ہوئے بھی کر سکتا ہے لیکن بعض قسم کی صحت کی خرابی دماغ کے اندر بھی خرابی پیدا کر دیتی ہے۔ ہر انسان ایسا نہیں ہوتا۔ کہ بیماری کی حالت میں بھی اس کا دماغ کام کر رہا ہو۔ یہ ایک باریک مضمون ہے اور اس کے بیان کا یہاں موقع نہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ جو حقیقی صحت ہوتی ہے۔ وہ جسم کے اعضاء کی بیماریاں کے ساتھ اتنا تعلق نہیں رکھتی۔ جس قدر کہ اس کی اندرونی طاقتوں کے ساتھ انسانی جسم کی طاقت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اعضاء کی ظاہری بیماری۔ اور ایک جسم کی قوت برداشت یا حقیقی صحت۔ کبھی کبھی یہ قوت برداشت قدرتی طور پر اتنی زبردست ہوتی ہے کہ ظاہری بیماریاں آکر بھی اسے توڑ نہیں سکتیں۔ ایسی صورت میں انسانی دماغ ہر حالت میں کام کر سکتا ہے

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات	میزان
۲	عطاء اللہ	۳۳	۲۳۹
۳	امام الدین	۳۳	۲۶۱
۴	نصیر الدین	۳۵	۲۵۷
۵	محمد اسمٰعیل	۳۸	۲۴۷
۶	محمد حسین	۳۳	۲۱۰
۷	خلیل احمد	۶۰	۳۲۸
۸	حمید اللہ	۳۸	۲۱۷
۹	نفیس احمد	۳۳	۲۱۹
۱۰	اکمال الدین	۳۳	۲۲۸
۱۱	شریف احمد شاہ	۴۰	۳۰۳
۱۲	شاہ محمد	۳۸	۲۹۱
۱۳	اصغر علی	۲۳	۲۳۲
۱۴	بشیر احمد ۲	۳۳	۲۱۳
۱۵	عبد اللطیف ۱	۳۳	۱۸۹
۱۶	عبد اللطیف ۲	۶۰	۲۶۸
۱۷	حبیب اللہ	۶۱	۲۳۵
۱۸	محمد الیاس	۷۰	۲۹۳
۱۹	محمد یونس	۶۲	۳۹۰
۲۰	غلام رسول	۶۰	۲۹۶
۲۱	جمال یوسف	۴۰	۲۱۵
۲۲	منیر الدین	۴۰	۲۳۶
۲۳	منظور احمد	۴۸	۳۰۵

جماعت اول (ب)

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات	نمبر مجموعہ مضامین
		۱۰۰	۵۵۰
۱	مختار احمد	۳۸	۲۰۵
۲	محمد امین	۶۸	۲۶۴
۳	بشیر احمد ۱	۳۳	۲۲۹
۴	رفیق احمد	۳۳	۲۰۴
۵	فیاض احمد	۳۳	۲۱۶
۶	انور علی	۵۰	۲۳۳
۷	احمد خان	۵۸	۲۱۶
۸	عبد الباسط	۶۹	۲۴۳
۹	برکات احمد	۴۰	۲۲۳
۱۰	امیر الدین	۴۱	۲۵۵
۱۱	منصور احمد	۳۳	۲۰۹
۱۲	عبد المہیمن	۶۲	۲۲۳
۱۳	ہدایت اللہ	۳۴	۱۹۰
۱۴	مہر الدین	۳۵	۲۱۵
۱۵	نور الدین	۳۸	۲۴۱
۱۶	نعمت علی	۳۶	۲۰۶
۱۷	غلام سرور	۵۸	۲۸۷
۱۸	فتح محمد	۴۰	۲۳۶
۱۹	مبارک احمد شاہ	۳۳	۱۸۳

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات	میزان
۲۰	عبد اللطیف	۵۰	۲۴۸
۲۱	عبد الرزاق	۵۰	۲۳۹

	اول	دوم
دینیات	محمد الیاس (ر)	عبد الباسط (ب)
میزان	محمد یونس (ر)	غلام سرور (ب)

حافظ کلاس

نمبر شمار	نام طالب علم	میزان ۶۰
۱	حافظ بشیر احمد	۲۵
۲	عبد العزیز	۴۵
۳	غلام محی الدین	۳۰
۴	قدرت اللہ	۲۶
۵	مبارک احمد	۵۴
۶	محمد اسحٰق	۴۵
۷	شبیہ احمد	۲۷

اول: مبارک احمد — دوم: (۱) عبد العزیز (۲) محمد اسحٰق

متفرق کلاس

نمبر شمار	نام طالب علم	
	محمد ابراہیم صاحب	۴۳/۱۰۰
	عبد الحفیظ صاحب	۴۸/۱۰۰
	عبد الرحیم صاحب ماریشس	۹۳/۱۵۰
	احمد حسین صاحب	۳۸/۵۰
	احمد سنوسی صاحب	۴۶/۲۵۰
	عبد الرحمٰن صاحب	۱۵۶/۲۵۰
	محمد زہدی صاحب	۱۴۳/۲۵۰
	محمد الدین صاحب	۷۰/۱۵۰
	احمد حسین صاحب لکادیپ	۱۰۲/۱۵۰
	امیر عالم صاحب	۵۸/۱۰۰

علاقہ مجسٹریٹ اور بعض دیگر حکام علاقہ کا شکریہ

یہ امر باعث شکریہ ہے کہ جناب پنڈت چاند نرائن صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ بٹالہ کے علاقہ ہذا میں متعین ہونے سے یکسر فضا روبا صلاح ہے۔ اس سے قبل جماعت احمدیہ کو بعض حکام کے رویہ کے متعلق بہت کچھ شکایات رہیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بجائے اس کے کہ حکام مفسدہ پردازوں کے فتنہ کو فرو کر کے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے۔ وہ بسا اوقات خود فتنہ کے محرک اور مفسدہ پردازوں کی حرکات میں شریک ہو جایا کرتے تھے لیکن حکام ضلع میں نئی تبدیلیوں کے ماتحت فضاء نے قادیان میں بھی اور علاقہ میں بھی بہتری کی طرف پلٹا کھانا شروع کیا ہے۔ چنانچہ قادیان کے سکھوں کی گزشتہ جتھہ بندی کی دھمکیوں کو عملی جامہ پہننے سے روکنے کا باعث جو اسباب ہوئے۔ ان میں جناب پنڈت صاحب موصوف کی مساعی جمیلہ پیش پیش تھیں۔ جو ابتداء سے اپنی پوری کوشش کے ساتھ فضا کو پر امن رکھنے میں مصروف رہے۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے بھی فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے اچھی سپرٹ کا اظہار کیا۔ اور علاقہ کے ذیلداروں کو بلا کر ان پر حقیقت حالات واضح کی۔ اور پر امن رہنے کی نصیحت کی۔ اسی طرح اس موقعہ پر پولیس کا رویہ بھی تسلی بخش رہا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

روم ۲۵ مارچ۔ سپین کے باغی اور جمہوری حکومت میں سمجھوتہ کی کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ جنرل فرینکو نے الٹی میٹم دیدیا ہے کہ جمہوریت ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر غیر مشروط اطاعت قبول کرے اور تمام اسلحہ اور سامان جنگ اس کے حوالہ کر دے اور میڈرڈ بھی فوراً اس کے حوالہ کر دے۔

وارسا ۲۵ مارچ۔ رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت پولینڈ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر جرمنی یا کسی اور ملک نے اس کے خلاف کوئی جارحانہ اقدام کیا۔ تو وہ پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرے گی۔ اور غنیم خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ اس سے ہرگز مرعوب نہیں ہوگی

الہ آباد ۲۵ مارچ۔ کانگریس کے جنرل سکرٹری نے اعلان کیا ہے۔ کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا ایک اہم اجلاس ماہ اپریل میں بمقام کلکتہ منعقد ہوگا۔ تاریخ کا اعلان صدر کانگریس اور گاندھی جی کے مشورے سے بعد میں کیا جائے گا۔

دہلی ۲۵ مارچ۔ مسٹر کاظمی کے مسلم عورتوں کے لئے خلع بل کی منظوری گورنر جنرل نے دیدی ہے۔ اور ۱۷ مارچ سے اس کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

دہلی ۲۵ مارچ۔ پنجاب کے انتقال اراضی کے ترمیمی بل کے متعلق مرکزی اسمبلی میں ایک ممبر نے بعض سوالات دریافت کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ مگر گورنر نے اس کی اجازت نہیں دی۔

دہلی ۲۴ مارچ۔ مرکزی اسمبلی میں یہ تحریک منظور ہو گئی۔ کہ کارڈ کی قیمت دو پیسہ اور جوابی کارڈ کی ۴ کر دی جائے

انگورہ ۲۵ مارچ۔ جرمنی نے حکومت ترکی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے کہ وہ ہر سال ایک کروڑ اسی لاکھ مارک کا تمباکو ترکی سے خرید اکرے گا۔ حال میں ۶ لاکھ مارک کا تمباکو خرید اگیا ہے

لنڈن ۲۴ مارچ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے جو نمائندے فلسطین کانفرنس کے سلسلہ میں یہاں آئے ہوئے ہیں آج انہوں نے وزیر ہند اور ان کے نائب سے ملاقات کی ان دونوں نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ برطانوی حکومت ہندوستانی مسلمانوں کی رائے عامہ کا احترام اور عربوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے اپنی پالیسی میں تبدیلی کے سوال پر غور کرے گی۔

ٹوکیو ۲۵ مارچ۔ گو چینی افواج نے کامل ایک ہفتہ تک زبردست مزاحمت کی۔ لیکن چنگ چن پر جاپان کا قبضہ مکمل ہو گیا ہے۔ جاپانی افواج کا خیال ہے کہ اس فتح سے وہ صوبہ کیانگسی کے صدر مقام نان چنگ پر آسانی سے قبضہ کر لیں گے

دہلی ۲۵ مارچ۔ چونکہ مسلم لیگ پارٹی نے فنانس بل کی بحث میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے یہ بل مسترد ہو گیا۔ لہذا اسے تیسری خواندگی کے لئے اسمبلی میں پیش کرنے کے بجائے براہ راست گورنر جنرل کے پاس منظوری کے لئے بھیج دیا گیا۔ جس نے اس سفارش کے ساتھ کہ اس کا پاس کیا جانا برطانوی ہند کے مفاد کے لئے ازبس ضروری ہے کونسل آف سٹیٹ میں منظوری کے لئے بھیج دیا ہے۔ صدر نے اعلان کیا۔ کہ اس پر ۲۸ مارچ کو بحث کی جائے گی۔

جے پور ۲۵ مارچ۔ یہاں ایک جلوس کو دیکھنے کے لئے لوگ چھتوں پر جمع تھے۔ کہ ایک عمارت کا چھجہ گرنے سے پندرہ عورتیں اور تین بچے ہلاک ہو گئے۔ ۲۰ اشخاص مجروح ہوئے۔

دہلی ۲۴ مارچ۔ مولوی مظہر الدین صاحب کے قتل کے سلسلہ میں ایک ملزم نے مجسٹریٹ کے روبرو اقبالی بیان دیدیا ہے۔ جس میں اقبال کر لیا ہے کہ اس نے ایک اور شخص کے ساتھ یہ جرم کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ ان کے اخباروں میں علماء کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ پہلے ہمارا ارادہ ان کی ناک کاٹنے کا تھا۔ مگر ایک مولوی نے کہا کہ اگر کچھ کرنا ہے تو قتل ہی کر دو۔ اس کے بیان پر پولیس نے چھ گرفتاریاں اور کیں۔

کراچی ۲۵ مارچ۔ اوم منڈلی کا قضیہ نازک صورت اختیار کر گیا ہے ہندوؤں نے ستیہ آگرہ کی تحریک اس کے خلاف شروع کر دی ہے۔ اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پانچ ہزار اشخاص نے سیکرٹریٹ کی طرف مارچ کیا۔ پولیس نے کئی لوگوں کو گرفتار کیا۔ اس پر حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی۔ مگر گر گئی۔ ہندو پارٹی اپوزیشن کے ساتھ مل گئی ہے۔ اور دو ہندو وزراء نے اپنے استعفے گورنر کو بھیج دئے ہیں۔

الہ آباد ۲۴ مارچ۔ پنجاب پراونشل کانگریس کے صدر کے انتخاب پر جو ہنگامہ ہوا تھا۔ اس کے باوجود صدر کانگریس نے ڈاکٹر کچلو کے انتخاب کو جائز قرار دیا ہے لیکن سکرٹری اور فنانشل سکرٹری کے انتخاب کو ناجائز قرار دیتے ہوئے دوبارہ انتخاب کی ہدایت کی ہے۔

دہلی ۲۴ مارچ۔ کانگریس پارٹی نے مرکزی اسمبلی میں بعض دلچسپ ریزولیوشنز پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے مثلاً یہ کہ جن تجارتی کمپنیوں کا سرمایہ زیادہ تر غیر ہندوستانی ہے انہیں حفاظتی ٹیرف کی مراعات سے محروم کر دیا جائے جن ممالک میں ہندوستانیوں کو مستقل رہائش کی اجازت نہیں۔ ان کے باشندوں کو ہندوستان میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہندوستان میں غیر ملکی نوآبادیاں اس ملک کے سیاسی اور اقتصادی اتحاد میں روک ہیں۔ اس لئے انہیں برطانوی ہند میں

نارتھ ویسٹرن ریلوے

تعطیلات ایسٹر کے لئے رعایت

آئندہ تعطیلات ایسٹر کے لئے رعایت ۳۱ مارچ سے ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء تک نارتھ ویسٹرن ریلوے پر واپسی ٹکٹ جو ۱۴ اپریل تک کارآمد ہو سکیں گے مندرجہ ذیل شرح سے جاری کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ یکطرفہ مسافت سو میل سے زائد ہو۔ یا ایک سو ایک میل کا رعایتی کرایہ ادا کر دیا جائے۔

اول اور دوم درجہ ۱ ۱/۲ کرایہ

درمیانہ اور سوم درجہ ۱ ۱/۳ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

ایک نہایت محفوظ اور نفع مند کاروبار

دوست عموماً دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کہ انہیں کوئی ایسا کاروبار بتایا جائے۔ جو ایک طرف تو بہت محفوظ ہو۔ اور اس میں خطرے کا احتمال بہت کم ہو۔ اور دوسری طرف اس میں نفع کی بھی کافی توقع ہو۔ یہ ہر دو فائدے عموماً ایک جگہ جمع نہیں ہؤا کرتے یعنی بعض تجارتیں نفع مند بہت ہوتی ہیں۔ مگر ان میں خطرے کا پہلو کافی غالب ہوتا ہے۔ اور بعض میں خطرے کا پہلو تو کم ہوتا ہے مگر ساتھ ہی نفع کی توقع بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ اور ایک حد تک اصولاً یہ درست بھی ہے۔ کہ جہاں کاروبار محفوظ ہو۔ وہاں کسی قدر نفع کی شرح گر جاتی ہے۔ لیکن حال ہی میں خدا کے فضل کے ماتحت سندھ میں ایک جننگ فیکٹری جاری کی گئی ہے۔ جس میں کپاس کے بنولوں کو جدا کرنے کا کام ہوتا ہے۔ اس کارخانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ اور صدر انجمن احمدیہ کا بھی حصہ ہے۔ سندھ کا علاقہ چونکہ کپاس کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور اس میں اعلےٰ قسم کی کپاس کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس علاقے میں سلسلہ نے نہایت وسیع پیمانہ پر اراضیات بھی حاصل کی ہیں۔ اس لئے یہ کارخانہ نہایت محفوظ حالت میں ہے۔ کیونکہ اپنی اسٹیٹوں کی پیدا کردہ کپاس ہی اس کے لئے بڑی حد تک کافی ہو جاتی ہے۔ یہ کارخانہ ایک لاکھ سے زائد روپیہ میں اعلیٰ درجہ کی مشینری سے قائم کیا گیا ہے۔ اور حال ہی میں جاری ہؤا ہے۔ اور ریلوے اسٹیشن کے بالکل ساتھ ہے۔

امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ اس میں نو فیصدی سے لے کر بارہ فیصدی تک نفع ہوگا۔ جو آجکل کے حالات کے ماتحت نہایت معقول نفع ہے۔ پس جو احباب محفوظ اور نفع مند کاروبار میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں۔ ان کے لئے یہ ایک نہایت نادر موقع ہے۔ کہ اس جننگ فیکٹری کے حصص خریدیں۔ فی حصہ دس روپے قیمت مقرر ہے۔ لیکن عام حالات میں ایک وقت پر ایک سو حصوں سے کم حصہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ البتہ خاص حالات میں پچاس حصے تک بھی فروخت ہو سکتے ہیں۔ جو دوست اس کاروبار میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ بہت جلد خاکسار سے خط و کتابت کریں

فرزند علی عفی عنہ سیکرٹری احمد آباد سنڈیکیٹ قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ہندوستانی ریلوں کی تاریخ میں بےنظیر رعائتیں

کوئی زائد معاوضہ لئے بغیر منٹگمری میں تاجروں سے مال اکٹھا کرنے اور ان تک پہنچانے کے لئے انتظام

یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے نارتھ ویسٹرن ریلوے نے منٹگمری میں اپنی سٹی بکنگ ایجنسی اور تاجروں کی دوکان یا گودام کے درمیان مال لانے اور لیجانیکے لئے انتظام کیا ہے منٹگمری ریلوے سٹیشن اور تاجروں کی دوکانوں یا گوداموں کے درمیان مال لانے اور لے جانے کے لئے کوئی زائد معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔

تاجروں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس رعایت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اور ریلوے ٹرانسپورٹ کی حوصلہ افزائی کریں۔ یہ ٹرانسپورٹ کا ارزاں ترین اور محفوظ ترین طریقہ ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

میسرز گپتا برادرز۔ این ڈبلیو۔ آر۔ سٹی بکنگ ایجنٹس منٹگمری۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ملتان۔

جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ہندوستانی ریلوں کی تاریخ میں بےنظیر رعائتیں

کوئی زائد معاوضہ لئے بغیر تاجروں سے مال اکٹھا کرنے اور ان تک پہنچانے کے لئے سیالکوٹ۔ لدھیانہ اور بٹالہ میں انتظام

یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اپنے سٹی بکنگ ایجنسیوں کی معرفت حسب ذیل مقامات پر تاجروں سے مال اکٹھا کرنے اور ان تک پہنچانے کے لئے انتظام کیا ہے۔ لدھیانہ۔ بٹالہ۔ سیالکوٹ۔

سٹی بکنگ ایجنسی اور تاجروں کی دوکان یا گودام کے درمیان مال لانے۔ اور لے جانے کیلئے کوئی زائد معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ تاجروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ریلوے کی اس رعایت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر ریلوے ٹرانسپورٹ کی حوصلہ افزائی کریں۔ یہ ٹرانسپورٹ کا ارزاں ترین اور محفوظ ترین طریقہ ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے حسب ذیل پتوں پر خط و کتابت کریں:۔

(۱) میسرز نرسنگھ داس چوپڑہ اینڈ سنز۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ سٹی بکنگ ایجنٹس سوتر منڈی۔ لاہور (برائے لدھیانہ و سیالکوٹ)

(۲) میسرز۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ شیخ اینڈ کمپنی۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ سٹی۔ بکنگ ایجنٹس لاہور (برائے بٹالہ)

(۳) ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لاہور

جنرل منیجر۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لاہور

پرنٹر و پبلشر نے منار الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

گر بعض حالات میں قوت برداشت بھی کمزور ہوتی ہے۔ اور ظاہری عوارض بھی لگے ہوتے ہیں۔ ایسا انسان بیماری کے ساتھ دماغی قابلیت بھی کھوتا چلا جاتا ہے۔ عام قانون یہی ہے کہ جو اوسط درجہ کی قوت برداشت کا انسان ہو اس کی

خرابیٔ صحت کے ساتھ دماغ پر بُرا اثر

ضرور پڑتا ہے۔ کم سے کم سستی۔ کسل اور ہمت کی کمی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کسل اور سستی اور ہمت کی کمی بھی ایسے امور ہیں کہ اگر کسی قوم میں پیدا ہو جائیں۔ تو خطرناک نتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہی ہے۔ کہ خواہ قوت برداشت کیسی ہو۔ بیماری میں انسان بعض کام نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر نظر کمزور ہو۔ تو خواہ دماغی قابلیت کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہو۔ انسان لڑائی کے قابل نہیں ہوتا۔ اور وُہ فوج میں بھرتی کے لئے موزون نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ فوج کے لئے جس قسم کی قوت کی ضرورت ہے۔ وُہ اسے حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کا خصوصاً بچپن میں لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

ورزشوں کی عادت

جو ڈالی جاتی ہے۔ وُہ اسی لئے ہوتی ہے کہ انسان کے جسم میں چستی اور پھرتی پیدا ہو۔ اور اس کے اعضاء درست رہیں۔ اور اس کی ہمت بڑھے ورزش سے پسینہ آتا ہے۔ جس سے بہت سے زہر دور ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ورزش کو نظر انداز کر کے کلی طور پر بچہ کو دماغی کام میں لگانا دماغ کو کمزور کرنے کا موجب ہوتا ہے بچپن میں کھیل کود اور ورزش انسان کی فطرت میں اسی لئے رکھی گئی ہے تا کہ اس کی جسمانی قوت برداشت بڑھ جائے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ الصبیی صبیی ولو کان نبیا یعنے بچہ بچہ ہی ہے خواہ وہ آئندہ نبی ہونے والا ہو۔ بے شک وہ چند سالوں کے بعد نبی بن جائے گا۔ مگر بچپن کی حالت میں اس کی خواہشات ضرور ایسی ہی ہوں گی۔ جو بچپن سے مناسبت رکھتی ہوں گی۔ وہ کھیلیگا بھی۔ کودیگا بھی۔ اور ان تمام حالات سے گزریگا جن میں سے بچے عام طور پر گزرتے ہیں۔ بچپن کی حالت کے لئے جو لوازم مخصوص ہیں۔ کوئی بچہ خواہ بڑا ہو کر نبی ہونے والا ہو وُہ بھی ان میں سے ضرور گزرے گا۔ اور اس کی یہ حالت بعد کی زندگی میں اس کے لئے کسی اعتراض کا موجب نہیں ہو سکتی پس اس عمر میں ورزش کے ذریعہ بچہ کی تربیت اشد ضروری ہوتی ہے اور اسے کلی طور پر دماغی کام میں لگا دینا خطرناک ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں اس کی

صحیح تربیت کا طریق

یہی ہے جو اسے کھیل کود سکھائے پہلے تو جب وُہ بہت چھوٹا ہو۔ کہانیوں کے ذریعہ اس کی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بڑے آدمی کے لئے تو خالی وعظ کافی ہوتا ہے۔ لیکن بچپن میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے کہانیاں ضروری ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ کہانیاں جھوٹی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان فرماتے۔ کبھی حضرت نوحؑ کا قصہ سناتے۔ اور کبھی حضرت موسےٰؑ کا واقعہ بیان فرماتے مگر ہمارے لئے وُہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں۔ گو وُہ تھے سچے واقعات ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلہ میں ہے وُہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وُہ سچا ہے یا جھوٹا بہر حال اس میں ایک مفید سبق ہے اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ سے سنی ہیں۔ پس

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ

کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں۔ مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچہ کی عمر بہت چھوٹی ہو۔ تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وُہ ذرا ترقی کرے۔ تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیز کھیلیں ہیں۔ کتابوں کے ساتھ جن چیزوں کا علم دیا جاتا ہے۔ کھیلوں سے عملی طور پر وہی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر

کہانیوں کا زمانہ

کھیل سے پہلے کا زمانہ ہے۔ لیکن کوئی عقلمند کبھی یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے بچوں کو کہانیاں سنانا یا کہانیاں بتانا کلی طور پر کسی جاہل کے سپرد کر دیا جائے۔ یا بیویوں ہی کے سپرد کر دیا جائے بلکہ اس کام پر ہر قوم کے بڑے بڑے ماہرین فن لگے رہتے ہیں۔ دنیا کے بہترین مصنف جو لاکھوں روپے سالانہ کماتے ہیں وہ کہانیاں ہی لکھتے ہیں گو اب بہت سی کہانیاں بڑے لوگوں کو مدنظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہانیاں اگر بڑے لوگوں کے لئے ہوں۔ تو وہ بھی بچپن ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ درحقیقت وہ انسان کی بچپن کی حالت سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ انسان پر بڑی عمر میں بھی بچپن کے زمانہ کے دورے آتے رہتے ہیں۔ اور اسی وقت وُہ کہانیوں کی طرف راغب ہوتا ہے۔ یعنی اس کا دماغ تھک کر

سنجیدہ اور مشکل

طریق پر دُنیا سے سبق حاصل کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اور

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا پتہ

نبی سر روڈ ۲۵ مارچ۔ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ۔ تا اطلاع ثانی حضور کا پتہ حسب ذیل ہے۔

معرفت پوسٹماسٹر صاحب کنجیجی۔ ضلع تھرپارکر (سندھ)
Kinjhejhi Distt Tharparkar

مولوی ولی داد خان صاحب کی شہادت پر جلسۂ تعزیت

آج بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں بصدارت حضرت مولانا شیر علی صاحب نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر اہتمام مولوی ولی داد خان صاحب مرحوم کی کابل میں شہادت پر بطور تعزیت جلسہ ہوا جس میں پہلے جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلےٰ نے تقریر کی جس میں فرمایا مرحوم نے اپنی شہادت سے اس بات کا سبق دیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو اسی جذبۂ قربانی کے ماتحت تبلیغ کرنی چاہیئے۔ پھر حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے تقریر فرمائی۔ جس میں مرحوم کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اگرچہ نماز روزہ۔ حج اور زکوٰۃ وغیرہ اعمال سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ مگر شہادت ایک ایسا ذریعہ ہے۔ کہ اس کے باعث بہت جلد خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو بعد میں آکر آگے بڑھ جاتے ہیں چنانچہ جب ایک صحابی نے اسلام قبول کرنے کے بعد جلد ہی شہادت پائی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل قلیلا اجر کثیرا یعنے عمل تو بظاہر قلیل ہے۔ مگر اس کا

اس وقت وہ چاہتا ہے۔ کہ کہانیوں کے ذریعہ سے دُنیا کے تجارب اور علوم حاصل کرے۔

پس وہ بھی بچپن کے مشابہ ایک حالت ہے۔ اور اس کام کے لئے قوموں کے بہترین دماغ لگے رہتے ہیں۔ اور یہ کافی نہیں سمجھا جاتا۔ کہ کم علم اور جاہل لوگ اس کام کو کریں لیکن تعجب ہے۔ کہ اس کے بعد کے زمانہ کی تعلیم کے انتظام کے لئے جو کھیل کا زمانہ ہے۔ اور جس میں کھیل کے ذریعہ علم کا سکھانا ضروری ہوتا ہے اور اس عمر کے لئے جب بچہ

علم کی سب سے مضبوط بُنیاد

قائم کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے جاہلوں پر بچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جو انسانی فطرت کا مطالعہ کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے بچہ کے لئے جب وہ بہت چھوٹی عمر کا ہو۔ اعلےٰ درجہ کے درزی سے سُوٹ سلوائے مگر جب وہ بڑا ہو کر سوسائٹی میں ملنے جلنے لگے۔ تو اس کے لئے کپڑے کسی گاؤں کی درزن سے سلوائے حالانکہ چھوٹا بچہ تو جیسے بھی کپڑے پہن لے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ لیکن بڑا ہو کر کپڑوں کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ بعض پابندیاں بڑے آدمیوں کے لباس کے لئے قانون کی طرف سے ہوتی ہیں۔ بعض اصُولِ صحت کی طرف سے اور بعض سوسائٹی کی طرف سے۔ اور وہ ان کا خیال رکھنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ مگر کس قدر عجیب بات ہوگی۔ کہ اس زمانہ کا لباس تو کسی اناڑی کے سپرد کر دیا جائے۔ مگر جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو۔ تو اس کے لئے اعلےٰ درجہ کے درزی سے سوٹ سلوائے جائیں۔ بچپن کے زمانہ میں پہلا زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جب بچے کو کہانیوں کے ذریعہ دلچسپی پیدا کی جاتی اور تعلیم دی جاتی ہے۔ اس زمانہ کے متعلق دُنیا کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

اعلےٰ درجہ کی دماغی قابلیت

رکھنے والوں کے سپرد یہ کام ہونا چاہیے اور اس بات کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے اور اس بات کو نہایت ضروری اور مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ کہانیوں کو ایسے رنگ میں بچہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ کہ جس سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ اسے ایسی کہانیاں سنائی جائیں۔ جو اس کے اخلاق کو بلند۔ نظر کو وسیع اور اس کے اندر ہمت پیدا کرنے والی ہوں۔ اور اس کے اندر قومی ہمدردی کا مادہ پیدا کریں۔ مگر اس کے بعد کا زمانہ جو زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اور جو کھیل کود کا زمانہ ہے۔ حیرت ہے۔ کہ بنی نوع نے اس کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس ہی نہیں کیا۔ کہ وہ بھی اسی طرح اعلےٰ درجہ کے لوگوں کی نگرانی میں ہونا چاہیئے۔ کہانیوں کے متعلق تو یہ خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اعلےٰ درجہ کے دماغوں اور فاضل لوگوں کی تیار کردہ ہوں۔ اور ایسے رنگ کی ہوں۔ کہ جس سے بچوں کو فائدہ پہونچے۔ مگر

کھیل کے زمانہ کا کوئی خیال

ہی نہیں رکھا جاتا اور یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ کھیل کود بچوں کا کام ہے بڑوں کا اس میں دلچسپی لینا مناسب نہیں۔ حالانکہ اگر کھیل کود بچوں کا کام ہے۔ تو کہانیاں بھی تو بچوں سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ پھر جب ابتدائی عمر کی کھیل یعنے کہانیوں کے متعلق احتیاط کی جاتی ہے۔ تو کیوں بڑی عمر کی کھیل میں اس سے زیادہ احتیاط نہ برتی جائے۔ اس زمانہ میں جو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ تو کہانیوں کے زمانہ سے بہت زیادہ اہم ہوتی ہے۔

پس میں

خدام الاحمدیہ کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ بچوں کے کھیل کُود کے زمانہ کو وہ زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں۔ اور کوشش کریں۔ کہ کھیلیں ایسی ہوں۔ کہ جو نہ صرف جسمانی قوتوں کو بلکہ ذہنی قوتوں کو بھی فائدہ پہونچانے والی ہوں۔ اور آئندہ زندگی میں بھی بچہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ ان میں

تین باتوں کا خیال

رکھا جائے۔ ایک تو جسم کو فائدہ پہونچے دوسرے ذہن کو فائدہ پہونچے۔ اور تیسرے وہ آئندہ زندگی میں ان کے کام آسکیں۔ جس کھیل میں یہ تینوں باتیں ہوں گی۔ وہ کھیل کھیل ہی نہیں۔ بلکہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم بھی ہوگی۔ اور وہ طالب علم کے لئے ایسی ہی ضروری ہوگی۔ جیسی کتابیں جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ کھیلیں ایسی ہوں۔ جو ذہنی تربیت کے لئے مفید ہوں۔ تو میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ بچوں کی دلچسپی بھی قائم رہے یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایک فلسفہ بن جائے۔ اور بچوں کو زبردستی کھلانی پڑیں۔ ایسی کھیل ذہنی نشوونما کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی جسم اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ یہ کام نہایت آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور ورزش کے شعبہ کو مفید بلکہ مفید ترین بنایا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں تین باتوں کا خیال رکھا جائے ایک تو یہ کہ وہ

آئندہ زندگی میں بھی مفید ثابت ہونے والی

ہوں۔ نہ صرف بچپن میں بلکہ بڑے ہو کر بھی فائدہ دینے والی ہوں۔ بچپن میں کھیل کا جو فائدہ ہوتا ہے وہ بھی حاصل ہو۔ جسم بھی مضبوط ہو۔ اور ذہن بھی ترقی کرے۔ بچپن میں جو کہانیاں بچوں کو سُنائی جاتی ہیں۔ ان کا مقصد ایک تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بچہ شور نہ کرے۔ اور ماں باپ کا وقت ضائع نہ کرے۔ لیکن اگر وہ کہانیاں ایسی ہوں۔ جو آئندہ زندگی میں بھی فائدہ دیں۔ تو یہ کتنی اچھی بات ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کہانیاں سُنایا کرتے تھے۔ کہانیاں سُنانے کا جو فائدہ اس وقت ہوتا ہے۔ وہ بھی ان سے حاصل ہوتا تھا۔ اگر اس وقت آپ وہ کہانیاں نہ سناتے۔ تو پھر ہم شور مچاتے۔ اور آپ کام نہ کر سکتے۔ پس یہ ضروری ہوتا۔ کہ ہمیں کہانیاں سُنا کر چُپ کرایا جاتا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ رات کے وقت ہماری

دلچسپی کو قائم رکھنے کے لئے

آپ بھی جب فارغ ہوں۔ کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ تا ہم سو جائیں۔ اور آپ کام کر سکیں۔ بچہ کو کیا پتہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ کتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ اسے تو اگر دلچسپی کا سامان مہیا نہ کیا جائے۔ تو وہ شور کرتا ہے۔ اور کہانی سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ بچے سو جاتے ہیں۔ اور ماں باپ عمدگی سے کام کر سکتے ہیں۔ اور کہانیوں کی یہ ضرورت ایسی ہے۔ جیسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ گو وہ

عارضی ضرورت

ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا فائدہ صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ بچہ کو ایسی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ محو ہو کر سو جاتا ہے۔ ماں باپ کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ اس لئے وہ اسے لٹا کر کہانیاں سناتے ہیں۔ یا ان میں سے ایک اسے سلاتا ہے اور دوسرا کام میں لگا رہتا ہے۔ یا پھر ایک سناتا ہے اور باقی خاندان آرام سے کام کرتا ہے اگر اسوقت فضول اور لغو کہانیاں بھی سنائی جائیں۔ تو یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر ہم اس پر خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ چاہتے ہیں۔ کہ ایسی کہانیاں سنائی جائیں۔ کہ اس وقت بھی فائدہ ہو۔

لیتے ہمارا وقت بچ جائے۔ اور پھر وہ آئندہ عمر میں بھی اسے فائدہ پہونچائیں۔ اور جب کہانیوں کے متعلق یہ کوشش کرتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ کھیل کے معاملہ میں بچوں کو یونہی چھوڑ دیں۔ کہ جس طرح چاہیں کھیلیں۔ اگر یہ طریق کھیلوں کے متعلق درست ہے۔ تو کہانیوں کے متعلق کیوں اسے اختیار نہیں کیا جاتا۔ اور کیوں نہیں بچوں کو چھوڑ دیا جاتا۔ کہ جیسی بھی کہانیاں ہوں سن لیں۔ جب کہانیوں کے متعلق ہمارا یہ نظریہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ جو اسے سبق بھی دیں۔ اور عمدہ باتیں بھی سکھائیں۔ تو کھیلوں کے متعلق یہی نظریہ کیوں پیش نظر نہ رکھا جائے کیوں نہ

بچوں کو ایسی کھیلیں کھلائی جائیں

جن سے ان کا جسم بھی مضبوط ہو۔ ذہن بھی ترقی کرے۔ اور پھر وہ آئندہ زندگی کے لئے سبق آموز بھی ہوں۔ مثلاً میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی بتایا تھا۔ کہ تیرنا ہے۔ یہ کھیل کی کھیل ہے۔ اس میں مقابلے کرائے جائیں۔ تو بہت دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے۔ غوطہ زنی میں لوگ مقابلے کرتے ہیں۔ اور ایسی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ کہ مقابلہ کرنے والے اس وقت یہی سمجھتے ہیں۔ کہ گویا

زندگی کا مقصد

یہی ہے۔ بچوں کے لئے تیرنا بھی ایسی ہی دلچسپی کا موجب ہو سکتا ہے۔ جیسا فٹ بال کرکٹ یا ہاکی وغیرہ اور پھر یہ ان کے لئے آئندہ زندگی میں مفید بھی ہو سکتا ہے۔ کبھی کشتی میں آدمی سفر کر رہا ہو۔ کشتی ڈوب جائے۔ تو وہ اپنی جان بچا سکتا ہے۔ یا کنارے پر بیٹھا کوئی کام کر رہا ہو۔ اور کوئی ڈوبنے لگے تو اُسے بچا سکتا ہے۔ تو تیرنا صرف اس زمانہ کے لئے کھیل ہی نہیں بلکہ

آئندہ زندگی میں ایسے فائدہ دینے والی

چیز ہے۔ وہ بحری فوج میں آسانی سے داخل ہو سکتا ہے۔ جہاز رانی میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے گویا یہ تمام عمر میں اسے فائدہ پہونچانے والا ہنر ہے۔ اور اس لئے ایسی کھیل کے بجائے جو صرف بچپن میں کھیل کے ہی کام آئے۔ یہ ایک ایسی کھیل ہے۔ جو ساری عمر اس کے کام آسکتی ہے۔ اسی طرح تیر اندازی ہے۔ غلیل چلانا ہے اس سے ورزش بھی ہوتی ہے۔ بچے شکار کے لئے باہر جاتے ہیں۔ اور دور نکل جاتے ہیں۔ اور اس طرح تازہ ہوا بھی کھاتے ہیں۔ بدن بھی مضبوط ہوتا ہے۔ غلیل چلانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ اس کے مقابلے کرائے جا سکتے ہیں۔ کہ کون زیادہ دور تیر پھینکتا ہے۔ یا غلیلہ پھینک سکتا ہے۔ غلیل جتنی زیادہ سخت ہو مگر لچکنے والی ہو۔ اتنا ہی غلیلہ زیادہ دور جاتا ہے۔ مگر اسے لچکانے کے لئے طاقت ضروری ہوتی ہے۔ جتنا کوئی زیادہ مضبوط ہو۔ اتنا ہی زیادہ دور غلیلہ پھینک سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اتنا ہی غلیل کو زیادہ کھینچکر لچکا سکتا ہے۔ یہ چیز ورزش کا بھی موجب ہے۔ شکار کے لئے زیادہ چلنا پڑتا ہے تازہ ہوا کھانے کا بھی موقعہ ملتا ہے۔ اور پھر یہ ساری عمر کام آتی ہے۔ غلیل چلانے والا

بندوق کا نشانہ

بندوق پکڑتے ہی سیکھ سکتا ہے۔ ہم بچپن میں غلیل چلایا کرتے تھے اور مجھے یاد نہیں کہ کسی نے کبھی مجھے بندوق کا نشانہ سکھایا ہو پہلی دفعہ شیخ عبدالرحیم صاحب کہیں سے بندوق مانگ کر لائے۔ میں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ اور وہ پہلا نشانہ تھا۔ انہوں نے پیچھے سے پکڑ رکھا۔ اور میں نے بندوق چلائی۔ گو میں خود بھی گر پڑا۔ مگر جس جانور کا نشانہ کیا تھا۔ وہ بھی گر گیا۔ ادھر میں گرا۔ اور اُدھر وہ۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ جو سپاہیوں میں بھرتی ہوتے ہیں۔ وہ مدتوں اس وجہ سے افسروں کی گھڑکیاں کھاتے ہیں۔ کہ ٹھیک نشانہ نہیں کر سکتے۔ اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ بچپن میں کوئی ایسا کام نہیں کیا ہوتا۔ کہ

نشانہ کی مشق

ہو سکے۔ اگر بچپن میں تیر یا غلیلہ چلانے کی مشق ہو۔ تو جب بھی بندوق چلانے لگیں۔ فوراً نشانہ درست ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس سے بچپن میں صحت بھی درست ہو سکتی ہے۔ اچھی ہوا سے تر و تازگی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ذہنوں میں بھی روشنی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور پھر بڑے ہو کر یہی کھیل ان کے لئے ایک ہنر ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح

دوڑنا

ہے۔ جو اپنی ذات میں بہت دلچسپ کھیل ہے اس کے بھی مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ جن سے لاتوں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ لوگ ایسی ورزشیں کرتے ہیں۔ کہ جن سے جسم کا ایک حصہ تو مضبوط ہوتا ہے۔ مگر باقی کمزور ہو جاتے ہیں۔ لیکن دوڑنا لاتوں کے لئے بھی مفید ہے۔ اور پیٹ کے لئے بھی۔ جو لوگ دوڑنے کے عادی ہوں ان کا پیٹ نہیں بڑھتا۔ یہ کھیل بھی ہے۔ اور آئندہ زندگی میں بھی بڑے کام کی چیز ہے۔ اگر انسان سپاہی ہو تو دشمن کے تعاقب کے لئے یا اگر کسی وقت پیچھے ہٹنا پڑے تو اپنی جان بچانے کے کام آسکتا ہے۔ آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہ چور مال لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو بھاگنے کی مشق ہوتی ہے۔ مگر گاؤں والے ہانپتے ہوئے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو مشق نہیں ہوتی۔ اگر بھاگنے کی مشق ہو تو چوروں کو پکڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح بیسیوں مواقع زندگی میں ایسے آتے ہیں۔ کہ اگر انسان کو بھاگنے کی مشق ہو تو کام سدھر جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بیسیوں ایسی کھیلیں ہیں جو مفید ہو سکتی ہیں۔ دو تین روز ہوئے بورڈنگ ہائی سکول میں ایک جلسہ ہوا تھا جس میں میں نے ایسی کھیلیں تفصیل سے بیان کی تھیں۔ جن سے ذہنی ترقی کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اور وہ کھیلوں کا کام بھی دے سکتی ہیں۔ اور پھر آئندہ زندگی میں بھی مفید ہو سکتی ہیں۔ اس وقت میں وہ ساری تو بیان نہیں کر سکتا۔ صرف مثال کے طور پر چند ایک بیان کر دیتا ہوں۔ مثلاً میں نے بتایا تھا۔ کہ ہمارے ملک میں بعض ایسی کھیلیں ہیں جو

ذہنی ترقی کے لئے مفید

ہو سکتی ہیں۔ مگر ان سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ بچپن میں ایک کھیل یہ کھیلی جاتی ہے۔ کہ ایک بچہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ لاتیں لمبی کر لیتا ہے۔ ایک اس کے پیچھے بیٹھ کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔ پھر ایک ایک کر کے دوسرے لڑکے اس کی ٹانگوں پر سے گزرتے ہیں۔ اور پیچھے بیٹھنے والا پوچھتا ہے کہ کون گزرا۔ اسے اجازت نہیں ہوتی کہ گزرنے والے کے جسم کو ہاتھ لگائے۔ صرف لباس کی آواز سے وہ پہچانتا ہے کہ کون گزرا۔ اگر وہ ٹھیک بتا دے تو کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسرا ہار جاتا ہے۔

اس کھیل سے شنوائی کی طاقت اور توجہ کا مادہ بڑھتا ہے۔ یہ کھیل چھوٹے بچوں کی ہے۔ مگر اسے بنانے والے نے اس میں بہت حکمت رکھی ہے۔ جس کے کان عادی ہو جائیں۔ کہ کپڑے کی آواز سے آدمی کو پہچان لے۔ یا خیال سے معلوم کرے۔ کہ کون گزر رہا ہے۔ تو وہ پولیس اور سکاؤٹ میں کتنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص اگر پولیس میں جائے گا۔ تو یقیناً بہت ترقی کرے گا پھر ایک کھیل یہ ہوتا ہے۔ کہ پیچھے سے آ کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جس کی آنکھیں اس طرح بند کر دی جائیں۔ اس کا حق ہوتا ہے۔ کہ پہچانے۔ اور ہاتھ کو ہاتھ لگا کر پہچانے۔ اس طرح ہاتھوں کے

لمس سے پہچاننے کی مشق

ہوتی ہے۔ یہ کھیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک صحابی بہت بدصورت اور کریہہ المنظر تھے۔ قد چھوٹا تھا۔ اور جسم پر بال بڑے بڑے تھے۔ ایک دفعہ وہ بازار میں مزدوری کر رہے تھے پسینہ بہہ رہا تھا۔ اور گرمی کی وجہ سے سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابھی لڑ پڑیں گے پیچھے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ کو ان کی حالت پر رحم آیا۔ اور ان کی دلجوئی کرنا چاہی۔ اور ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ بتاؤ کون ہے۔ انہوں نے ہاتھ پر ہاتھ پھیرا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم بہت نرم تھا اس لئے وہ پہچان گئے۔ اور مذاق کے لئے آپ کے جسم مبارک کے ساتھ اپنا پسینہ والا جسم ملنے لگے اور کہا۔ یا رسول اللہ میں نے پہچان لیا ہے۔

یہ کھیل بھی درحقیقت اپنے اندر

ایک عمدہ مشق

رکھتی ہے۔ بشرطیکہ بچوں کو عمدگی سے کھلائی جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں۔ کہ ان سے اتنی مشق ہو جاتی ہے۔ کہ انسان بڑے بڑے کمالات ظاہر کر سکتا ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے۔ کہ

امریکہ کی ایک قوم

ہے۔ جسے ریڈ انڈین یعنی سرخ ہندوستانی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جب یورپ والے پہلے پہل امریکہ گئے۔ تو ان کا خیال تھا۔ کہ ہندوستان یہی ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ ہندوستان اور ہے ان لوگوں کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے اس لئے ان کو ریڈ انڈین کہتے ہیں۔ انہوں نے کانوں کی مشق میں بہت کمال حاصل کیا ہوتا ہے۔ لوگ پہلے زمانہ میں ان کو مزدوری پر جنگلوں میں راہ نمائی کے لئے لے جاتے تھے یا جب چور یا ڈاکو لوٹ مار کر کے بھاگتے تھے۔ تو ان میں سے کسی کو لالچ دے کر ساتھ لے جاتے تھے۔ اور جنگل میں چھپ جاتے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ

زمین پر کان

لگا کر دو تین میل کے فاصلہ پر سے بتا دیتے تھے۔ کہ گھوڑے فلاں جہت سے دوڑے آ رہے ہیں۔ اور یہ کوئی معجزہ نہیں۔ نہ ہی وہ کوئی غیر معمولی انسان ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ صرف مشق کی بات ہے۔ اس قوم نے کانوں کی مشق سے ایسے اصول دریافت کر لئے ہیں۔ کہ ایسی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ جو دوسروں کو معلوم نہیں ہو سکتیں۔ اور اس طرح چور یا ڈاکو ان کی اطلاع پر وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ جا چھپتے۔ اگر آنکھوں سے دیکھ کر چھپنے کی کوشش کی جائے۔ تو بچنا محال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سوار پکڑ سکتے ہیں۔ مگر جب دو تین میل کے فاصلہ پر سے ہی اطلاع مل جائے۔ تو ان کے وہاں پہنچنے تک وہ آگے نکل کر جا سکتے ہیں اس طرح

زبان۔ ناک۔ ہاتھ اور کان کی مشق

بہت کام آنے والی چیزیں ہیں۔ ان سے ذہانت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ ذہانت حواسِ خمسہ کی تیزی کا نام ہے۔ اور حواس کی تیزی کے لئے ایسی کھیلیں ایجاد کی جا سکتی ہیں۔ بلکہ ہمارے بزرگوں نے ایجاد کی ہوئی ہیں۔ جو کھیل کی کھیل ہیں۔ اور آئندہ زندگی کے فوائد بھی ان میں مخفی ہیں۔

خدام الاحمدیہ کو چاہیئے

کہ اس بات کو اپنی سکیم میں شامل کریں اور جماعت میں ان کو رائج کریں۔

میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی کہا تھا۔ کہ جماعت ورزش جسمانی کی طرف خاص طور پر زور دے۔ اور اب میں یہ کام بھی خدام الاحمدیہ کے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ نوجوانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پس خدام الاحمدیہ اسے قادیان میں بھی اور باہر بھی شروع کریں۔ مجھ سے مشورہ کر کے وہ ایسی سکیمیں تیار کر سکتے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ ایسی کھیلیں جماعت میں جاری کی جا سکیں۔ جو آئندہ زندگی میں کام آنے والی ہوں۔

نویں بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ

علم کا عام کرنا

ہے۔ میں پہلے ان کو توجہ دلا چکا ہوں کہ ان کا فرض ہے۔ کہ علم سیکھیں لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کسی شخص کا نیکی حاصل کرنا اسے بچا نہیں سکتا۔ جب تک اس کے ارد گرد بھی نیکی نہ ہو آپ اپنے بچے کو کتنا سچ بولنے کی عادت کیوں نہ ڈالیں۔ وہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے محلہ میں دوسرے بچے جھوٹ بولتے ہیں۔ پس ان کا اپنا علم حاصل کر لینا کام نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ دوسروں میں تعلیم کی اشاعت نہ کریں۔ کچھ عرصہ سے میں نے ان کے سپرد یہ کام کیا ہوا ہے۔ کہ

قادیان میں کوئی ان پڑھ نہ رہے

اور جب یہاں یہ کام ہو جائے گا۔ تو پھر باہر بھی اسے شروع کیا جائیگا انہوں نے کچھ عرصہ سے اس کے متعلق کوئی رپورٹ مجھے نہیں بھیجی۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کام ہو رہا ہے۔ یا نہیں۔ یہ کام اتنا اہم تھا۔ کہ ان کو یہ سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ اس کے متعلق ہفتہ واری رپورٹ ضروری ہے۔ مگر آج میں یہ کام پھر خصوصیت کے ساتھ ان کے سپرد کرتا ہوں۔ اور ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسے پہلے یہاں شروع کریں۔ اور پھر باہر۔ اور کوشش کریں۔ کہ سال دو سال کے عرصہ میں

کوئی احمدی ایسا نہ ہو۔ جو پڑھا ہوا نہ ہو

خواہ احمدی عورت ہو۔ یا مرد۔ بچہ ہو۔ یا بوڑھا سب پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں۔ اس کے لئے چھوٹے سے چھوٹا معیار مقرر کر لیا جائے۔ اور پھر اس کے مطابق سب کو تعلیم دی جائے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک علم عام نہ ہو۔ جماعت پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اس زمانہ میں علم کتابی ہو گیا ہے۔ مگر پہلے زمانہ میں زبانی ہوتا تھا۔ پہلے زمانہ میں علم کانوں کے ذریعہ سکھایا جاتا تھا۔ مگر اب کتابوں کے ذریعہ۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ

ہر احمدی لکھنا پڑھنا سیکھ جائے

عربوں میں زبانی حفظ کرنے کا رواج تھا۔ اور اس کا یہاں تک اثر ہے۔ کہ صرف و نحو کی بعض کتابیں وہ ہر طالب علم کو حفظ کراتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں علماء کے لئے قرآن کریم کو حفظ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔

حدیثوں کو یاد کرنا محدثین کے لئے ضروری ہوتا۔ شاعروں میں شعر زبانی یاد کرنے کا رواج تھا۔ صرفی نحوی صرف و نحو کی کتابیں یاد کرتے تھے۔ فقہاء فقہی کتابیں حفظ کرتے تھے۔ مگر آج کل تو قرآن کریم کا حفظ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ کتابیں عام ہیں۔ جب ضرورت ہوئی دیکھ لیا۔ مگر اس زمانہ میں کتابیں عام نہ تھیں۔ اس لئے حفظ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں کتاب لکھنا یا پڑھنا موجب عار سمجھا جاتا تھا اور اس کے یہ معنی سمجھے جاتے تھے کہ حافظہ کمزور ہے۔ وہ شاعر شاعر ہی نہیں سمجھا جاتا تھا جس کے شعر لکھے جائیں۔ اس کے یہ معنے ہوتے تھے کہ گویا اس کی قوم نے اس کی قدر نہیں کی۔ اگر قوم قدر کرتی تو اس کے شعر حفظ کرتی۔ اسی واسطے جو بڑے بڑے شعراء ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ایسے لوگ رہتے تھے۔ جو ان کے شعر حفظ کرتے۔ ان کو راو یہ کہا جاتا تھا۔ اور

توجہ اور مشق سے حافظے

اتنے تیز ہوجاتے تھے کہ بعض کو لاکھ لاکھ دو دو لاکھ اور تین تین لاکھ شعر زبانی یاد ہوتے تھے۔ ایران کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس زمانہ میں وہاں عربی کا زیادہ رواج تھا۔ اسلامی ممالک میں زیادہ تر یہی زبان رائج ہوتی تھی۔ بادشاہ کو سخاوت کی عادت تھی۔ شعراء آتے شعر سناتے اور بڑے بڑے انعام پاتے تھے۔ وزیر نے اس سے کہا کہ شعراء تو اس طرح لوٹ کرلے جائیں گے۔ اور خزانہ میں کمی آجائے گی۔ اس لئے آپ ہر ایک کو انعام نہ دیا کریں۔ بلکہ قید لگادیں کہ صرف اسی شاعر کو انعام دونگا۔ جو کم سے کم ایک لاکھ شعر سنا سکتا ہو بادشاہ نے یہ مان لیا۔ اور اعلان ہوگیا۔ کہ جب تک کسی شاعر کو کم سے کم ایک لاکھ شعر یاد نہ ہو۔ وہ دربار شاہی میں باریابی حاصل نہ کرسکیگا اب لاکھ شعر کا یاد کرنا ہر ایک کے لئے تو مشکل ہے۔ کسی کو پانچ ہزار دس ہزار یاد ہوتے کسی کو بیس ہزار کسی کو تیس یا چالیس ہزار۔ اور اس اعلان کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عام ادباء اور شعراء کو موقعہ نہیں مل سکتا تھا۔ اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ ان کو خیال آیا کہ اس طرح تو ملک کے علم ادب کو نقصان پہونچے گا۔ اس زمانہ میں وہاں ایک بہت بڑے اور مشہور ادیب تھے۔ سب اکٹھے ہوکر ان کے پاس پہونچے۔ اور کہا کہ اس سے ملک کے علم ادب کو بہت نقصان پہونچیگا اس لئے آپ بادشاہ سے ملیں۔ اور اس بات پر آمادہ کریں۔ کہ ایک لاکھ کی تعداد میں کمی کردے۔ وہ بالکل الگ تھلگ رہتے تھے۔ بادشاہ نے ان کو بعض دفعہ بلوایا بھی تھا۔ مگر انہوں نے انکار کردیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی ذات میں اپنے آپ کو ادب کا بادشاہ سمجھتے تھے۔ مگر یہ چونکہ ایک ادبی خدمت تھی۔ اس لئے وہ بادشاہ سے ملنے کے لئے تیار ہوگئے چنانچہ وہ گئے۔ اور اطلاع کرائی۔ دربانوں نے نام پوچھا مگر انہوں نے نام بتانے سے انکار کردیا۔ اور کہا کہ ایک شاعر ملنا چاہتا ہے۔ دربانوں نے کہا کہ شاعروں کے لئے یہ شرط ہے کہ انہیں کم سے کم ایک لاکھ شعر یاد ہونا چاہیئے۔ پہلے درباری امتحان لیں گے۔ اور اگر کوئی ایک لاکھ شعر سنا سکے تو اسے

باریابی کا موقعہ

دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ انہوں نے پیغام بر سے کہا کہ جاکر بادشاہ سے پوچھو کہ وہ کونسے ایک لاکھ شعر سننا چاہتا ہے۔ اسلام کے زمانہ کے یا زمانہ جاہلیت کے۔ مردوں کے یا عورتوں کے میں ہر قسم کے ایک ایک لاکھ شعر سنانے کو تیار ہوں۔ جب بادشاہ کو یہ اطلاع پہنچی تو وہ سمجھ گیا انہی کا نام لیا۔ اور کہا کہ وہی ہونگے ننگے پاؤں بھاگ آیا۔ اور کہا کہ فرمایئے کیا خدمت ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ کے اس حکم سے ملک پر یہ ظلم ہورہا ہے۔ کہ اس کے ادب کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس شرط کے ہوتے ہوئے کوئی خاص شاعر ہی باریاب ہوسکتا ہے۔ اور جو آتنا بڑا ادیب ہو اسے آپ کی مدد کی کیا احتیاج ہوسکتی ہے۔ اور وہ دربار میں کیوں آئے گا۔ اسے تو گھر بیٹھے ہی روزی ملے گی۔ اس لئے اسے منسوخ کردیں بادشاہ نے کہا بہت اچھا میں اسے منسوخ کرتا ہوں۔ اور جب یہ شرط لگائی تھی تو میرا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ شاید آپ اسے منسوخ کرانے کے لئے آئیں تو حافظہ پر زور دینے کی وجہ سے پرانے زمانہ میں ایسے ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو

لاکھوں شعر زبانی یاد

رکھتے تھے۔ کہتے ہیں امام شافعی نے پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا تھا۔ بوجہ حافظہ پر عام طور پر زور دینے کے اس زمانہ میں لوگوں کے حافظے بہت تیز ہوتے تھے ایک دو دفعہ ہی بات سنکر یاد کرلیتے تھے۔ مگر اب کتابوں کے عام ہوجانے کی وجہ سے حافظہ کی تیزی کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو ضمنی طور پر اس طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک قوم کی عام رغبت اس طرف نہ ہو۔ ایک دو کی کوشش سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ پہلے زمانہ میں حافظہ کے ذریعہ لوگ عالم ہوتے تھے۔ مگر آجکل کتابیں پڑھنے سے ہوتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے ہر فرد کو کچھ نہ کچھ لکھنا پڑھنا آنا چاہیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا اتنا خیال رکھتے تھے۔ کہ بدر کی جنگ میں جو کفار قید ہوئے۔ ان میں سے جو فدیہ ادا نہ کرسکتے تھے۔ آپ نے اُن کے لئے یہ شرط لگائی۔ کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں اور جب انہوں نے سکھادیا تو ان کو چھوڑ دیا۔ تو خدام الاحمدیہ کو

تعلیم کے عام کرنیکی طرف خاص توجہ

کرنی چاہیئے۔ اگر وہ یہ کرلیں۔ تو جماعت کے اخلاق بھی بلند ہوسکتے ہیں۔ پڑھنا آتا ہو۔ تو وہ حضرت صاحب کی کتب بھی پڑھ سکیں گے۔ دینی کتب کا مطالعہ کریں گے۔ تصوف کی کوئی کتاب پڑھیں گے۔ اور ان کا وقت بھی ضائع نہ ہوگا۔ کتابیں پڑھنے سے ان کا ذہن صیقل ہوگا۔ اور پھر اخلاق بلند ہونگے یہ نو چیزیں ہیں جو میں خدام الاحمدیہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ان کو خصوصیت سے سامنے رکھ کر وہ کام کریں گے۔ اور ان کو اپنا قریبی مقصد قرار دیں گے۔ اور پھر اس کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ کچھ اور مضامین بھی ہیں۔ مگر اب چونکہ کافی وقت ہوگیا ہے۔ اس لئے اسی پر بس کرتا ہوں۔

اسی ہفتہ میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے مجھے ایک درخواست آئی تھی۔ کہ وہ تفصیلی ہدایات کے لئے مجھے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ ملکر مجھ سے ہدایات لے سکتے ہیں۔

عملی سکیم اور کام کرنیکا طریق

یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ جو صرف ان سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے جب وہ ملیں گے۔ تو ان کے سامنے ہی اسے بیان کردوں گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ استقلال اور ہمت سے کام کریں گے۔ اور ایسے رنگ میں کریں گے۔ کہ ساری جماعت کو شامل کرسکیں۔ اور میں نے اسی غرض سے یہ خطبات پڑھے ہیں۔ چند افراد کی حیثیت ایسی نہیں ہوتی۔ کہ ان کے لئے اتنے خطبے پڑھے جائیں۔ اس لئے ان کو ایسے رنگ میں کام کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ساری جماعت پر حاوی ہو۔ اور مستقل حیثیت

اہم ملکی حالات اور واقعات

ورکنگ کمیٹی کی ترتیب کے متعلق صدر کانگرس کا اعلان

مسٹر سبھاش چندر بوس پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگرس نے پریس کے نام ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں نئی ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کو ابھی تک نامزد نہ کر سکنے کی وجوہات بیان کی ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے پنڈت پنت کے ریزولیوشن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے میری شدید علالت کے باوجود اور یہ جانتے ہوئے کہ راجکوٹ کے برت کی وجہ سے گاندھی جی تری پوری نہیں پہنچ سکے۔ اور مستقبل قریب میں گاندھی جی سے میری ملاقات مشکل ہے۔ کانگرس کے کھلے اجلاس میں ڈیلیگیٹوں نے پنڈت پنت کا ریزولیوشن پاس کر دیا۔ اگر پنڈت پنت کے ریزولیوشن کے وہ حصے جنہیں میں غیر آئینی اور بے ضابطہ سمجھتا ہوں حذف کر دئے جاتے۔ تو میں کانگرس کے آئین کے مطابق نئی ورکنگ کمیٹی کا اعلان ۱۳ مارچ کو کر دیتا۔ اب چونکہ تری پوری کانگرس کے فیصلہ کے مطابق نئی ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کی نامزدگی گاندھی جی کی مرضی کے مطابق ہوگی۔ اور سجالات موجودہ میرے لئے یہ ناممکن ہے۔ کہ گاندھی جی سے ملاقات کرنے کے لئے سفر کرنے کے خطرہ میں پڑوں نہ ہی گاندھی جی اپنی صحت کی کمزوری کی وجہ سے میرے پاس آ سکتے ہیں۔ اس لئے ورکنگ کمیٹی بنانے میں التوا ہو رہا ہے۔

سبھاش بابو نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کر دیا ہے۔ کہ جب وہ گاندھی جی سے ملنے کے قابل ہوں گے۔ تو کن امور پر تبادلہ خیالات کریں گے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ (۱) میں گاندھی جی سے معلوم کروں گا۔ کہ نئے سال میں جو تری پوری اجلاس کے بعد شروع ہوا ہے۔ وہ کانگرس کے لئے کس قسم کا پروگرام چاہتے ہیں۔ (ب) صدارتی انتخاب کے بعد اور تری پوری سیشن میں جو کچھ ہوا ہے۔ اس کے بعد کانگرس کے دو بڑے بلاکوں میں تعاون کی گنجائش ہے۔ یا نہیں (ج) ورکنگ کمیٹی کے متعلق ان کا موجودہ رویہ کیا ہے۔ اس میں کانگرس کے دونوں بلاکوں کی نمائندگی ہونی چاہیے۔ یا تمام ممبر ایک ہی پارٹی سے لئے جائیں (د) نیز یہ کہ پنڈت پنت کے ریزولیوشن کے معنے کیا ہیں کیا وہ اسے میری ذات میں عدم اعتماد سمجھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ میں صدارت سے مستعفی ہو جاؤں۔

آخر میں لکھا ہے۔ اس قسم کے پیچیدہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔ مجھے امید تھی۔ کہ جو لوگ سیاسی طور پر مجھ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ میرے ساتھ کم از کم اتنا انصاف ضرور کریں گے۔ کہ گاندھی جی سے ملاقات کرنے سے پہلے مجھے روبصحت ہو جانے کا موقع دیں گے۔ لیکن حالات نے جو صورت اختیار کر لی ہے۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیاسیات میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اسی جماعت کے دوسرے ممبروں سے بھی انصاف کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مجھے ڈاکٹروں کے مشورہ کو نظر انداز کر کے کانگرس کے ضروری کاموں کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اب میں گاندھی جی سے بذریعہ خط و کتابت ان مسائل کو طے کروں گا۔

پنجاب اسمبلی کی کاروائی مولوی عطاء اللہ صاحب پر پابندی کا معاملہ

۲۴ مارچ کو پنجاب اسمبلی میں کسان تحریک کے متعلق بعض سوالات دریافت کئے گئے۔ یہ تحریک لاہور میں شروع ہے۔ اور ہزاروں لوگ مالیہ اور آبیانہ میں تخفیف کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اس غرض کے لئے اسمبلی کے باہر مظاہرے کرنے پر مصر ہیں۔ وزیر اعظم نے انہیں کل پیغام بھیجا تھا۔ کہ وہ ان کے ایک وفد سے ملاقات کرنے پر تیار ہیں۔ لیکن وفد کی تعیین میں اختلاف تھا۔ آج پھر ان لوگوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کر کے جلوس نکالنا چاہا۔ لیکن پولیس نے چاروں طرف سے راستہ روک لیا۔ پندرہ آدمی خلاف ورزی احکام کی وجہ سے گرفتار ہوئے۔ تحریک کے منتظمین نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہر روز اتنے ہی آدمی گرفتاری کے لئے پیش کیا کریں گے۔

اس کے متعلق بعض سوالات کے جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا۔ کہ صوبہ میں کوئی کسان تحریک نہیں۔ موجودہ تحریک کے قائدین میں ایسے لوگ ہیں۔ جن کی ایک انچ بھی زمین نہیں۔ اور بعض ایسے لوگوں کے نام بھی آپ نے پیش کئے۔ آپ نے کہا۔ کہ میں ان لوگوں کے وفد سے ملاقات کر سکتا ہوں۔ کامریڈ لوگراج لیڈر تحریک ہذا بھی وفد کے ساتھ آ سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ زمیندار نہیں۔ اس لئے نمائندگی نہیں کر سکتے۔ صرف وفد کی ملاقات کرا سکتے ہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں چیف پارلیمنٹری سیکرٹری نے بیان کیا۔ کہ گذشتہ انتخابات میں سب سے زیادہ خرچ سر سندر سنگھ مجیٹھہ کا ہوا۔ جو ۵۷۸۸۷/۳/۰ تھا۔ اور سب سے کم امرتسر کی لیڈیز نشست کی امیدوار بی بی رگھبیر کور کا ہوا۔ اور وہ ۷۶/۱۳/۰ ہے۔

ایک کانگرسی ممبر نے سوال کیا۔ کہ کیا مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کا داخلہ ضلع گورداسپور میں بند ہے۔ اور کیوں؟ چیف پارلیمنٹری سکرٹری نے کہا۔ کہ ہاں کیونکہ ان سے ضلع کے امن کو خطرہ ہے۔ اسی ممبر نے کہا۔ کہ کیا ان کی تقریریں مولوی ظفر علی خان سے زیادہ اشتعال انگیز ہوتی ہیں۔ وزیر اعظم نے جوابا کہا۔ کہ اس کا انحصار حالات اور واقعات پر ہے۔ ایک اور کانگرسی نے پوچھا کہ یہ پابندی شاہ صاحب پر صرف اسی ضلع کے لئے کیوں ہے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ اس لئے کہ ان سے اس ضلع میں بدامنی کا خطرہ ہے۔ ایک اور کانگرسی ممبر نے کہا کہ ان پر پابندی اس لئے تو نہیں۔ کہ وہ آپ کے مخالف ہیں۔ اور مولوی ظفر علی خان پر اس لئے نہیں کہ وہ موافق ہیں۔ اور کیا یہ پابندی عائد کرنے سے پہلے وزیر اعظم نے اپنے لیڈر مسٹر جناح سے مشورہ کر لیا تھا۔ اس سوال پر قہقہہ بلند ہوا۔ اور یہ سوال روک دیا گیا۔

پنجاب اسمبلی میں زبردست ہنگامہ

۲۴ مارچ کو میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے مطالبہ زر میں تخفیف کی تحریک پر بحث ہو رہی تھی۔ کہ سخت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حزب مخالف کی تقریروں کے جواب میں وزیر تعلیم نے تقریر کرتے ہوئے جب پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ کانگرسی گورنمنٹوں کا مقابلہ کیا۔ اور اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے بتایا کہ پنجاب گورنمنٹ طبی انتظامات پر دوسرے صوبوں کی نسبت زیادہ خرچ کر رہی ہے۔ تو مخالف پارٹی کے لیڈر نے اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر ان کی تقریر میں مداخلت کی کوشش کی۔ اس پر میاں عبدالحی صاحب وزیر تعلیم نے ذرا بلند آواز سے کہا۔ اس پر کانگرسی ممبروں نے شور و غل زیادہ کر دیا۔ اور ان کے انداز پر احتجاج کیا۔ اور وزیر تعلیم پر Shut up اور Sit down کے آوازے کسنے لگے۔ سپیکر نے آرڈر آرڈر کا بہتیرا شور مچایا۔ مگر سب بے سود۔ آخر میاں صاحب نے کہا۔ کہ اگر میری بلند آواز میرے دوستوں کے لئے باعث تکلیف ہوتی ہے۔ تو میں اس کے لئے معذرت خواہی کرتا ہوں۔ اس پر کچھ شور کم ہوا۔ اور میاں صاحب نے اپنی تقریر دوبارہ شروع کی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد کانگرسیوں نے پھر وہی کیفیت پیدا کر دی۔ اور اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو ہو کر بولنے لگے۔ اب کے بھی سپیکر نے کوشش کی۔ کہ سکون پیدا ہو۔ مگر بے سود۔ آخر انہوں نے رائے لینے کا اعلان کیا۔ تو تحریک کے حق میں ۲۶۔ اور اس کے خلاف ۱۰۷ آراء تھیں۔ اس وجہ سے تحریک گر گئی۔ تقسیم آراء کے بعد سپیکر نے اجلاس ملتوی کر دیا۔ لیکن وزارت پارٹی نے کہا۔ کہ مخالف پارٹی کے بعض ارکان نے آج نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور کہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آج چونکہ وقت زیادہ ہو چکا تھا۔ اس لئے سپیکر نے فیصلہ کیا۔ کہ ۲۷ مارچ کو جب اجلاس دوبارہ منعقد ہوگا۔ تو سب سے پہلے اس پر بحث کی جائے گی۔

مغربی سیاسیات میں اتار چڑھاؤ

برطانوی کابینہ میں اختلاف کا احتمال

وسطی یورپ میں ہٹلر کی دست درازیوں نے برطانوی وزارت میں بھی اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزراء کی پارٹی جس کے لیڈر سر جان سائمن ہیں۔ یہ چاہتے ہیں۔ کہ جنوب مشرقی یورپ کو ہٹلر کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ اور وہاں کوئی مداخلت نہ کی جائے اور حکومت برطانیہ اپنے لئے دفاعی لائن خلیج یا سفورس کے ساتھ ساتھ قائم کرے۔ دوسری پارٹی کے لیڈر لارڈ ہیلی فیکس (سابق وائسرائے ہند) ہیں۔ یہ پارٹی اس خیال کی حامی ہے۔ کہ برطانیہ اپنی دفاعی لائن رومانیہ اور پولینڈ کی سرحد پر قائم کرے۔ تا جرمنی اپنی طاقت کو اور نہ بڑھا سکے۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم ذاتی طور پر تو سر جان سائمن کے ہم خیال ہیں۔ لیکن ان کے مایہ ناز کارنامہ یعنی معاہدہ میونخ کی ناکامی نے انہیں بہت افسردہ خاطر کر رکھا ہے۔ دوسری طرف ان کے متعلق یہ خیال ہو رہا ہے کہ وہ جنگ سے گریز کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ان کی پارٹی میں ان کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے عوام کو خوش کرنے کے لئے وہ جنگ کی طرف میلان ظاہر کر رہے ہیں۔ اور وہ اب رومانیہ۔ یونان۔ بلغاریہ وغیرہ ریاستہائے بلقان کی حفاظت پر آمادگی کا اظہار کر رہے ہیں۔

برطانیہ کے مشہور سیاستدان لارڈ لوتھین نے ٹائمز میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں حکومت برطانیہ کو اس بنا پر مطعون کیا ہے کہ اس نے یورپ کے حالیہ واقعات کو برطانوی پبلک سے چھپانے کی کوشش کی۔ آپ نے لکھا ہے کہ چیکوسلواکیہ کے اسلحہ ساز کارخانوں پر جرمنی کے قبضہ کی وجہ سے فرانس کو سخت خطرات درپیش ہیں اور اگر اس کے سرحدی زمین دوز قلعے تباہ ہو گئے۔ تو اس کی شکست یقینی ہو جائے گی۔ اور ہٹلر کی ہوس ملک گیری کے لئے رستہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ آپ نے حکومت کو مشورہ دیا ہے۔ کہ پبلک کو صحیح حالات سے آگاہ رکھا کرے تا لوگ حالات کے مقابلہ کے لئے تیار رہ سکیں۔

ہنگری اور سلواکیہ کا تنازعہ

ہٹلر کی خوش بختی ہے۔ کہ مرکزی یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ایک دوسرے کی سخت مخالف ہیں۔ اور بعض میں تو اندرونی فسادات بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ سلواکیہ اور ہنگری کی کشمکش نے ۲۴ مارچ کو باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ دونوں طرف سے ٹینک اور ہوائی جہاز استعمال کئے گئے۔ اور ہنگرین افواج نے سلواکیہ کے دس میل علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ہٹلر کے ایماء سے ایسا کر رہی ہیں لیکن ۲۵ کو انہوں نے مفتوحہ علاقہ کو خالی کر دیا۔ اس قضیہ کی بنیاد سرحدات کی تعیین پر تھی۔ چنانچہ اب اس کا تصفیہ کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہو گیا ہے اور اس لئے لڑائی فی الحال رک گئی ہے۔ دراصل ایسے جھگڑوں سے ہی ہٹلر کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی علاقے پر قبضہ جما لے۔

رومانیہ اور ہنگری میں اختلاف

سلواکیہ اور ہنگری کے مابین جھگڑے کے علاوہ رومانیہ اور ہنگری میں بھی کشمکش موجود ہے۔ رومانیہ نے ہنگری سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ کارپیتھو یوکرین کے قریبی علاقہ سے ہنگرین افواج کو ہٹا کر اس کے حوالہ کر دیا جائے۔ لیکن ہنگری نے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا۔ ۲۴ مارچ کو پارلیمنٹ میں ایک بیان دیتے ہوئے ہنگرین وزیر اعظم نے کہا۔ کہ کارپیتھو یوکرین کے متعلق ہم نے جو پالیسی اختیار کی ہے وہ بالکل مناسب ہے۔ ہم نے سرحد پر فوجیں جمع کی ہیں۔ لیکن ان کا یہ مقصد نہیں۔ کہ ہم رومانیہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں اگر رومانیہ نے ہنگرین افواج سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کی تو پھر کھلم کھلا لڑائی لازمی ہو گی۔ ہنگری اور جرمنی کے تعلقات اس وقت ایسے اچھے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔

جرمنی کا رومانیہ کے ساتھ معاہدہ

یہ خبر اخبارات میں بالتفصیل آ چکی ہے کہ چیکوسلواکیہ پر قبضہ کے ساتھ ہی ہٹلر نے رومانیہ کو الٹی میٹم دیدیا تھا۔ اور بعض مطالبات اس کے پیش کر دیئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں دونوں ممالک کے مابین ایک معاہدہ قرار پایا ہے جس کے رو سے ہٹلر کے مطالبہ کے مطابق رومانیہ نے منظور کر لیا ہے۔ کہ وہ آئندہ اپنے ملک کو زرعی لحاظ سے ترقی دیگا اور روئی و چارہ کی فصلیں بالخصوص تیار کرے گا۔ اور جرمن ذمہ دار ہو گا کہ سب پیداوار خرید کرے۔ اور اس کے عوض جدید آلات زراعت اور مصنوعات مہیا کرے۔ اس کے علاوہ رومانیہ میں تانبے وغیرہ کی جو کانیں ہیں۔ وہ بھی جرمن کمپنیوں کے حوالہ کر دی جائیں گی۔ دونو ممالک کی ایک مشترکہ کمپنی قائم کی جائے گی۔ جو رومانیہ میں تیل کے جدید چشمے دریافت کر کے کھدوائے گی۔ رومانیہ کے جنگلات پر بھی بہت حد تک جرمن کمپنیوں کا اثر ہو گا۔ صنعتوں کی ترقی کے لئے دونو ممالک کے درمیان ایک آزاد علاقہ رکھا جائے گا جس میں جرمن جہازوں کے لئے ویئر ہاؤس بنائے جائیں گے۔ نیز اسی علاقہ سے رومانیہ کی بری۔ بحری اور فضائی فوج کے لئے سامان جنگ مہیا کیا جائیگا اسی علاقہ میں اسلحہ ساز کارخانے کھولے جائیں گے۔

اس معاہدہ پر دستخط ہونے کے ایک ماہ بعد یہ معاہدہ نافذ ہو جائے گا۔ اور ۳۱ مارچ ۱۹۴۴ء تک نافذ رہیگا۔ اس عرصہ میں اگر کسی فریق نے اسے ختم کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ تو ایک سال قبل نوٹس دیگا۔ اور اگر کوئی ایسی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ تو اس کی میعاد غیر معین عرصہ کے لئے بڑھ جائے گی۔ اور اگر پھر بھی کسی فریق نے اس کو ختم کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ تو ہر چار برس کے بعد ایک سال کا نوٹس دیکر اسے ختم کرا سکے گا۔

جرمنی کے پروپیگنڈا منسٹر کی تقریر

۲۳ مارچ کو ایک تجارتی میلہ کی تقریب پر غیر ملکی وزراء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جرمنی کے وزیر پروپیگنڈا ڈاکٹر گوئبلز نے کہا۔ کہ برطانیہ کے لئے ہمارے طریق عمل اور ہمارے حالات کا مضحکہ اڑانا ہرگز مناسب نہیں۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں۔ اپنے ذرائع کے لحاظ سے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے کر رہے ہیں۔ انگریزوں کے پاس ایک وسیع سلطنت ہے۔ سونے کا بھاری سٹاک ہے۔ اور پھر ان کے قبضہ میں فارن ایکسچینج ہے۔ انہیں کسی لحاظ سے کوئی نقصان نہیں۔ لیکن ہمارے لئے تو یہ بھی مشکل ہے کہ جرمنی کے لئے اسی میں سے اشیاء خورد و نوش اور دیگر ضروریات پوری کر سکیں۔ دنیا کے خزانوں کی تقسیم میں ہمارے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے۔ اور اسی ناانصافی نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم بعض ایسے قوانین بنائیں جنہیں بعض لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ جمہوریتوں کے لئے ان قوانین پر نکتہ چینی کرنا بہت آسان ہے کیونکہ ان کے حالات اچھے ہیں۔ ان کے پاس دولت ہے۔ خام اشیاء کے ذخائر ہیں۔ اور وسیع نوآبادیات ہیں۔ اور ہمارے پاس ان میں سے ایک بھی چیز نہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان کے حصول میں ہمارے ساتھ تعاون کی بجائے ہماری راہ میں روڑے اٹکائے جا رہے ہیں اور ہمارے مسائل

نتیجہ امتحان سالانہ جماعت ہائے مدرسہ احمدیہ قادیان سنہ ۱۹۳۹ء

نتیجہ امتحان سالانہ ۱۹۳۹ء مدرسہ احمدیہ قادیان از جماعت ششم تا اول درج ذیل کیا جاتا ہے۔

امتحان بفضل تعالیٰ ۱۷ مارچ سے شروع ہو کر ۲۳ مارچ کو ختم ہوا۔ کل ۱۷۱ طلباء امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ۱۴۲ کامیاب ہوئے۔ مدرسہ ہذا ۲۷ مارچ سے ۶ اپریل تک موسم بہار کی تعطیلات کے لئے اور بعد ازاں ۸، ۹ اپریل کو بوجہ انعقاد مجلس مشاورت بند رہے گا۔ اور ۱۰ اپریل کو کھل کر جماعت بندی ہوگی۔ اور باقاعدہ پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ تمام طلباء کو چاہیئے۔ کہ مدرسہ کھلنے پر حاضر ہو جائیں۔ اور اپنے ساتھ نئے طلبا لانے کی بھی کوشش کریں۔ اس فہرست میں جن طلباء کا نام نہیں ہے۔ افسوس ہے۔ کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ باقی کامیاب ہونے والے طلباء اور ان کے سرپرستوں کو مبارکباد کہتا ہوں۔

امسال ان جماعتوں میں بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی تعداد ۴۰ تھی۔ جس میں سے ۳۵ کامیاب ہوئے۔ اور نتیجہ ۸۷½ فیصدی رہا۔ خط کشیدہ اسماء بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے ہیں۔

نوٹ:۔ حافظ کلاس اور متفرق کلاس کے سالانہ امتحان کے نتائج بھی امسال ان کے ساتھ شائع کئے جا رہے ہیں۔

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

جماعت ششم

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات ۲۰۰	نمبر جملہ مضامین ۹۵۰
۱	عبدالعزیز گجراتی	۹۷	۵۷۰
۲	منیر احمد	۹۱	۴۹۳
۳	محمد یعقوب	۸۲	۴۳۰
۴	عبدالوہاب	۹۷	۴۶۳
۵	محمد شریف	۱۱۰	۵۵۷
۶	عبدالقدوس	۹۰	۴۵۵
۷	بشیرالدین	۹۶	۴۳۶
۸	جلال الدین	۱۰۶	۴۶۹
۹	محمد خطیب	۱۰۱	۴۱۱
۱۰	نصیرالدین	۱۰۸	۵۰۳
۱۱	محمد امین	۷۶	۴۰۱
۱۲	غلام باری	۱۴۷	۵۸۰
۱۳	عبدالرحیم	۹۱	۵۴۱
۱۴	فضل الٰہی	۱۱۱	۶۰۲
۱۵	محمد احمد	۹۸	۴۹۴

دینیات میں اول غلام باری۔ دوم فضل الٰہی۔ میزان میں اول فضل الٰہی دوم۔ غلام باری۔

جماعت پنجم

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات ۲۰۰	نمبر جملہ مضامین ۸۰۰
۱	محمد عثمان	۱۷۲	۶۵۴
۲	بشیرالدین	۱۴۶	۵۳۴
۳	خورشید احمد	۱۶۵	۶۲۲
۴	مبارک احمد	۱۵۱	۵۶۱
۵	کمال الدین	۹۹	۳۶۳
۶	محمد اسحٰق	۱۱۸	۴۶۶
۷	نواب الدین	۱۱۹	۴۱۶
۸	بشیر احمد	۹۰	۳۸۰
۹	ولی اللہ	۱۰۸	۳۷۳
۱۰	محمد الدین	۹۹	۳۸۹
۱۱	بشارت احمد	۱۱۸	۴۷۴
۱۲	چراغ الدین	۸۰	۳۳۳
۱۳	محمد احمد	۷۵	۳۷۲
۱۴	ذوالقرنین	۹۰	۳۳۲
۱۵	عبدالعزیز (اس کا امتحان بعد میں لیا جائے گا۔)		

دینیات میں اول محمد عثمان دوم خورشید احمد
میزان میں اول محمد عثمان دوم خورشید احمد

جماعت چہارم

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات ۲۰۰	نمبر جملہ مضامین ۸۷۰
۱	عبداللطیف نمبر۱	۱۵۲	۶۴۵
۲	بشارت احمد سندھی	۱۴۴	۵۷۴
۳	مصلح الدین	۱۴۸	۶۲۷
۴	محمد اسحٰق	۱۵۰	۵۹۶
۵	منور احمد	۱۰۳	۴۵۱
۶	غلام حسین	۹۵	۳۴۶
۷	غلام احمد	۱۴۳	۵۴۹
۸	عنایت اللہ	۱۱۹	۴۲۵
۹	حکیم الدین	۱۱۷	۳۹۴
۱۰	بشارت احمد شاہپوری	۱۰۷	۴۰۸
۱۱	عبدالحق	۱۳۴	۴۰۷
۱۲	محمد شفیع	۱۲۶	۳۵۷
۱۳	جمال محمد	۸۳	۳۴۳
۱۴	عطاء اللہ	۱۰۳	۳۹۹
۱۵	غلام رسول	۱۰۶	۴۰۰
۱۶	عبداللطیف نمبر۲	۱۲۴	۴۳۹
۱۷	جلال الدین	۱۰۲	۳۹۴
۱۸	منصور احمد	۱۰۲	۳۸۹
۱۹	عبدالرشید نمبر۱	۱۳۳	۴۷۸
۲۰	نورالدین	۱۱۷	۴۱۱

دینیات میں اول عبداللطیف نمبر۱ دوم محمد اسحٰق۔ میزان میں اول عبداللطیف نمبر۱ دوم محمد اسحٰق

جماعت سوم

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات ۲۰۰	نمبر جملہ مضامین ۸۷۰
۱	محمود احمد نمبر۱	۱۵۷	۵۴۱
۲	محمد لطیف	۱۲۵	۵۱۹
۳	مرزا خلیل احمد	۱۱۳	۳۶۲
۴	مرزا حفیظ احمد	۸۲	۳۲۰
۵	مرزا وسیم احمد	۶۷	۳۰۰
۶	محمد سرور	۸۸	۳۶۰
۷	نذیر احمد	۱۵۸	۶۲۸
۸	محمد مالک	۹۸	۳۴۲
۹	صدیق احمد	۱۶۶	۶۵۸
۱۰	عبداللطیف	۱۲۰	۴۳۰
۱۱	بشیر احمد نمبر۱	۱۴۲	۵۱۱
۱۲	محمد شریف	۱۰۶	۴۲۱
۱۳	عبدالکریم	۸۵	۳۶۱
۱۴	عطاء الرحمٰن	۶۷	۳۱۴
۱۵	عبدالسلام	۱۳۵	۴۵۴
۱۶	منیر احمد	۸۹	۳۴۷
۱۷	محمد حسین	۹۹	۳۴۰
۱۸	دوست محمد	۱۰۰	۴۰۱
۱۹	عبدالحمید	۹۱	۳۴۰
۲۰	بشیر احمد نمبر۲	۷۰	۳۲۶
۲۱	محمد یوسف	۷۰	۲۷۷

دینیات میں اول صدیق احمد دوم نذیر احمد
میزان میں اول صدیق احمد دوم نذیر احمد

جماعت دوم

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات ۱۰۰	نمبر جملہ مضامین ۴۳۰
۱	محمود احمد نمبر۱	۵۸	۴۹۱
۲	مرزا رفیع احمد	۵۰	۳۵۲
۳	عطاء الرحمٰن	۶۰	۳۱۲
۴	محمود احمد نمبر۲	۴۵	۲۶۲
۵	لطیف احمد	۷۲	۴۲۰
۶	عبداللطیف نمبر۱	۵۵	۳۲۲
۷	محمد صالح	۵۵	۳۱۶
۸	عبداللطیف نمبر۲	۵۲	۳۱۳
۹	آفتاب احمد نمبر۱	۵۶	۳۵۵
۱۰	محمد عبداللہ	۵۲	۴۱۷
۱۱	عبدالحمید	۶۷	۳۹۱
۱۲	رشید احمد نمبر۱	۴۳	۳۵۹
۱۳	فیض رسول	۶۴	۴۲۴
۱۴	بشارت حسین	۶۲	۳۰۴
۱۵	عزیز احمد شاہ	۵۳	۳۴۰
۱۶	غلام رسول نمبر۱	۵۴	۳۲۷
۱۷	آفتاب احمد نمبر۲	۵۳	۴۱۲
۱۸	عطاء الٰہی	۴۵	۲۵۲
۱۹	اقبال احمد	۵۳	۲۱۱
۲۰	بشیر احمد	۴۰	۲۴۷
۲۱	فضل داد	۵۷	۳۱۰
۲۲	نذیر احمد	۷۴	۴۵۵
۲۳	حمایت اللہ	۷۸	۴۴۸
۲۴	سجاد احمد	۶۶	۳۵۴
۲۵	محمد منظور	۵۸	۴۰۶
۲۶	محمد سعید	۷۶	۳۹۴
۲۷	عبدالرشید	۴۹	۲۸۶

دینیات میں اول حمایت اللہ دوم محمد سعید۔ میزان میں اول محمود احمد نمبر۱ دوم نذیر احمد

جماعت اول (الف)

نمبر شمار	نام طالب علم	نمبر دینیات ۱۰۰	نمبر جملہ مضامین ۵۵۰
۱	عبدالمنان	۴۰	۲۹۸